جماعتی آرگن ہفت روزہ "اہل حدیث" لاہور کا اداریہ۔ مدیر اعلیٰ بشیر انصاری کے قلم سے

موت العالِم موت العالَم

غالبؔ ہے نہ شیفتہؔ نہ نیرؔ باقی　　وحشتؔ ہے نہ سالکؔ نہ انورؔ باقی
حالیؔ اب اسی کو بزمِ یاراں سمجھو　　یاروں کے جو کچھ داغ ہیں دل پر باقی

ممتاز عالم دین، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر، جامعہ العلوم الأثریہ جہلم کے رئیس، تحفظ حرمین شریفین موومنٹ کے قائد حضرت علامہ محمد مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی کی وفات کو ایک ماہ سے زیادہ وقت بیت چکا ہے۔ اس کے باوجود ملک اور بیرون ملک سے تعزیتی خطوط، ٹیلیفون اور فیکس کا سلسلہ جاری ہے۔ جہاں یہ بات ان کی ہر دلعزیزی پر دلالت کرتی ہے وہاں ان کی دینی، ملی، مسلکی جماعتی، رفاہی اور قومی خدمات کا اعتراف بھی ہے۔

یہ بات تو احباب جماعت سے مخفی نہیں کہ جہلم میں اہل حدیث کی افرادی قوت کے علی الرغم جہلم کے احباب جماعت کتاب و سنت کی خدمت کا بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں۔ اسی لئے عالم باعمل حضرت مولانا حافظ عبدالغفور اور ان کے نامور فرزند علامہ محمد مدنی رحمہما اللہ تعالیٰ کی قیادت میں مسلک کی اشاعت و ترویج، اسلام کی سربلندی اور گلستانِ کتاب و سنت کی آبیاری کیلئے جو زریں کارنامے سرانجام دیئے ہیں وہ جماعت کی تاریخ میں زندہ و تابندہ رہیں گے۔ جامعہ العلوم الأثریہ کا قیام ایک تاریخی کارنامہ ہے جسے پورے ملک میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ جامعہ کے رئیسِ اول حضرت مولانا حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ بات کے دھنی اور دل کے غنی تھے۔ طبیعت درویشانہ پائی تھی۔ ارادتمندوں اور احباب کا حلقہ ملک اور بیرون ملک تک پھیلا ہوا تھا۔ مسلکی تڑپ، جماعتی درد اور کتاب و سنت کی ترویج و اشاعت کیلئے ان کی خدمات نے ان کی ہر دلعزیزی میں بے حد اضافہ کر دیا تھا۔ وہ زندگی تک جمعیت اہل حدیث پنجاب کے امیر رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند علامہ محمد مدنی کو امیر پنجاب اور ان کا جانشین بنایا گیا۔ علامہ محمد مدنی، ارشاد رسول اللہ ﷺ کے مطابق (الولد سر لابیہ) کے مصداق تھے۔ وہ پورے خلوص، ذمہ داری، مستعدی اور

استقامت سے اپنے باپ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے تھے وار تبلیغ و خطابت کی تمام رعنائیاں، نظم ونسق کی تمام صلاحیتیں، سیادت و قیادت کی تمام خوبیاں اور محبت واخوت کی تمام دلآ یزیاں بحمد للہ ان مین بدرجہ اتم موجود تھیں۔ سچی بات یہ ہے کہ کتاب وسنت کی تبلیغ و اشاعت، تعمیر مساجد، غرباء و یتامیٰ کی فلاح و بہبود کیلئے رفائی اداروں اور ہسپتالوں کے قیام کیلئے ان کی گرانقدر خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ اس لئے انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی نائب امارت کا منصب تفویض کیا گیا تھا۔ مرحوم کی یہ بہت بڑی خوبی تھی کہ وہ اپنے موقف پر ڈٹ جاتے تھے اور اس کیحق میں دلائل کے انبار لگا دیتے تھے۔ وہ میدان خطابت کے شہسوار بھی تھے۔ حق بات کہنا ان کا شیوہ تھا۔ ربع صدی سے ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات تھے۔ ایک بار ہمیں ان کے ساتھ فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ہماری طرح وہ بھی التوعیہ الاسلامیہ الریاض کے مہمان تھے۔ ان دنوں وہ جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ میں آخری سال کے طالب علم بھی تھے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ عرب علماء و مشائخ میں بڑے متعارف ہیں اور ان سے مختلف مسائل میں بڑی بے تکلفی سے گفتگو کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ عربی زبان میں تقریر و تحریر کی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ایام حج میں ان کی علمی و تبلیغی سرگرمیوں سے میں بے حد متاثر ہوا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بار الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ السندی رحمہ اللہ جہلم تشریف لائے تو انہوں نے ایک علمی تقریب میں عربی میں بڑا جامع و مانع خطاب فرمایا۔ اب اس تقریر کیلئے سبھی علماء ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آخر یہ فریضہ علامہ محمد مدنی نے سرانجام دیا۔ انہوں نے جس فصیح و بلیغ اردو میں جزئیات اور کلیات کے ساتھ خوبصورت اور علمی انداز میں خطاب کی ترجمانی کی، اس پر تمام حاضرین عش عش کر اٹھے اور حضرت الشیخ بھی بے حد متاثر ہوئے۔ اب ہمیں ان کے برادر عزیز اور جانشین، رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر حفظہ اللہ تعالیٰ سے بھی بہت سے توقعات وابستہ ہیں کہ وہ اپنے بھائی کے مشن کو آگے بڑھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے اور اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں مسلک و جماعت کی ترویج و ترقی اور کتاب وسنت کی بالادستی کیلئے وقف کردیں گے۔

یہ امر آپ کے علم میں ہے کہ علامہ محمد مدنی کی طبیعت کچھ عرصہ سے علیل چلی آرہی تھی اور علاج معالجہ بھی جاری تھا۔ علالت کے باوجود انہوں نے جامعہ کے امور کی انجام دہی میں فرق نہ آنے دیا۔ جب وہ لاہور میں ظفر علی روڈ پر سرجی میڈ ہسپتال میں زیر علاج تھے تو میں، میاں محمد جمیل ناظم مرکزیہ کی معیت میں عیادت کیلئے حاضر ہوا۔ تو وہ کچھ دیر ہمارے ساتھ مصروف گفتگو رہے۔ میاں صاحب نے پوچھا اب طبیعت

کیسی ہے؟ کہا الحمد للہ ٹھیک ہوں، مگر چہرے سے نقاہت نمایاں تھی۔ بے شمار ٹیسٹ کروائے گئے مگر کوئی خاص نقص سامنے نہ آیا۔ پھر ہسپتال چھوڑ کر گھر واپس آ گئے ور تجویز کردہ ادویات استعمال کرتے رہے۔ جب گورنر پنجاب دورہ جہلم پر تشریف لائے اور جامعۃ العلوم الأثریہ کا معائنہ بھی کیا تو ان کی خصوصی ہدایات پر انہیں جناح ہسپتال کے وی آئی پی روم میں داخل کیا گیا۔ علاج معالجہ میں ڈاکٹروں نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ وہاں بھی میں مولانا شمشاد احمد سلفی اور ماسٹر رحمۃ اللہ کی معیت میں عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ تو ان کے عزیز واقارب نے بتایا کہ علاج تسلی بخش ہورہا ہے وارقدرے افاقہ بھی ہے۔ علامہ مدنی آرام کررہے تھے میری آواز سنی تو پہلو بدل کر مجھ سے مصافہ کیا مگر کوئی بات نہ کر سکے۔ ان کی خاموشی زبان حال کہہ رہی تھی کہ اطمینان وسکون سے ہوں۔ ہم بھی یہ احساس لئے واپس آ گئے کہاب ان کی طبیعت روبصحت ہے اور جلد ہی صحت یاب ہو کر ہسپتال سے جہلم چلے جائیں گے اور جاتے ہوئے حسب سابق ہمیں مرکزی دفتر 106۔ راوی روڈ پر ضرور ملاقات کا موقع دیں گے۔ مگر 18 فروری کی سہ پہر کو یہ اندوہناک اطلاع ملی کہ علامہ محمد مدنی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کسے معلوم تھا کہ جسم و جاں کا یہ تعلق اتنی جلدی ٹوٹ جائے گا اور وہ فانی دنیا سے منہ موڑ کر ابدی زندگی کے سفر پر روانہ ہو جائیں گے ۔

ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

بلاشبہ دنیا میں انہوں نے نہایت مطمئن زندگی گزاری ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں سے پوری امید ہے کہ آخرت کی زندگی میں بھی انہیں سکون واطمینان اورراحت میسر ہوگی اور موت کے وقت اس ندا نے ان کا استقبال ہوگا: ﴿یاایتھاالنفس المطمئنۃ ٭ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ٭ فادخلی فی عبادی ٭ وادخلی جنتی ﴾ اگلے روز ریلوے گراؤنڈ میں مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے اور حضرت حافظ عبدالغفور رحمہ للہ کی قبر کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

ہم جہاں اللہ تعالیٰ سے مرحوم کی مغفرت تامہ اور جنت الفردوس میں بلندی درجات کیلئے دعاگو ہیں۔ وہاں ان کے برادر گرامی حافظ عبدالحمید عامر، حافظ احمد، مولانا عبدالرشید، حافظ عبدالرؤف اور صاحبزادے مولانا خالد مدنی اور داماد مولانا فیض احمد بھٹی ودیگر جملہ پسماندگان کے غم میں شریک ہیں اوران سب کیلئے صبر جمیل وارمرحوم کیلئے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ ....آمین

حق مغفرت کرے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں